ترتیبِ سور میں اختلاف اور اس حوالے سے امام ابن زبیرؒ اور امام سیوطیؒ کا موقف: ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analysis of the Views of Imam Ibn Zubair (RA) and 'Allāma Syūṭi (RA) Regarding the Differences in the Order of Sūrahs

اکبر علی[i]   ڈاکٹر جانس خان[ii]

Abstract

The Holy Qurān is the last book of Allah Almighty, revealed to the Prophet Muḥammad (SAW) about in twenty-three years of duration. There is a relationship between the Sūrahs and verses of the Holy Qurān. This is a science known by people with specific knowledge. It has been an issue among the Muslim scholars that whether this relationship among the Sūrahs and verses is indicated by the Holy Prophet Muḥammad (SAW) or his companions did it. 'Allāma Ibn Zubaīr and 'Allāma Syūṭī are among those scholars. Ibne Zubaīr wrote a book Al-Burhān and 'Allāma Syūṭī wrote Aṣrār Tartīb ul Qurān. Both the scholars discussed the issue of relationships of the chapters and verses because many secrets reveal to a person when known this relationship. Both the writers presented them in their own specific ways and mastery. The first author Ibn Zubaīr was a scholar who wrote his book on this topic and 'Allāma Syūṭī also mentioned him in his book specially written on the sciences of the Holy Qurān, commonly known as Al-Etqān fī 'Ulūm ul Qurān. 'Allāma Syūṭī is among the scholars who addressed this issue of the relationship of Sūras and verses to disclose the views of both the scholars (Ibn Zubaīr & 'Allāma Syūṭī) on this issue and have discussed the views of other scholars on this topic. We have tried to discuss different views and the preference given to any view and why it is so.

Key Words: The Holy Qurān, the Science of Qurān, Sūrah, Verses

تعارف

قرآن کریم اللہ تعالٰی کی قیامت تک باقی رہنے والی آخری کتاب ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی حفاظت کی

---

i پی-ایچ-ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

ii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو چودہ سورتوں کی ترتیب کے توقیفی یا توفیقی ہونے کے متعلق علماء کرام کا اختلاف ہے۔ ترتیب سور کو توقیفی ماننے کی صورت میں تو کوئی اشکال نہیں۔ تاہم اس ترتیب کو توفیقی قرار دینے کی صورت میں قرآن کریم کی حفاظت اور مناسباتِ سور پر اشکالات ہو سکتے ہیں۔ سورتوں کے آیات کی ترتیب نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ ہے۔ تاہم سورتوں کی موجودہ ترتیب کو بعض علماء نے موضوعِ بحث بنایا ہے۔

حسنِ ترتیب بلیغ کلام کی بڑی خوبی ہے اور قرآن کریم صرف بلیغ نہیں بلکہ کئی وجوہ اعجاز کے اعتبار سے معجز کلام ہے۔ ان وجوہ میں قرآن کریم کا حسن ترتیب اور اسلوب ایک اہم وجہ اعجاز ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں: مَالِكِ

اکثرلطائف القرآن مودِعة فی الترتیبات والروابط[1]

"قرآن کریم کے لطائف و حِکَم کا بیشتر حصہ نظم و مناسبت میں موجود ہے۔"

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

"امام ابن زبیرؒ کی ترتیب سور میں مناسبات پر لکھی گئی کتاب البرھان فی تناسب سور القرآن کو شرفِ تقدم حاصل ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں ابن زبیرؒ خود فرماتے ہیں کہ مناسبات میں اس خاص نہج واسلوب کے ساتھ میں نے کوئی تصنیف نہیں دیکھی[2]۔

ابن زبیرؒ کا تعارف

ابن زبیرؒ کا پورا نام ابو جعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر بن محمد بن ابراہیم الثقفی الغرناطی ہے۔ ابن زبیرؒ کے نام سے شہرت پائی جو آپ کے دادا کا نام ہے[3]۔ پیدائش ذی القعدہ 627ھ/1230ء میں جیّان شہر میں ہوئی جو غرناطہ کے شمال اور قرطبہ کے مشرق میں واقع ہے[4]۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین اوصاف سے نوازا تھا۔ آپ زندگی بھر امراء وسلاطین سے دور رہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے جس کی وجہ سے بعض اوقات مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اپنے وقت میں مغرب کے محدث کے نام سے مشہور تھے[5]۔ آپ کو مختلف علوم وفنون جیسے عربی دانی، تجوید القرآن، حدیث، فقہ اور تفسیر وغیرہ میں مہارت حاصل تھی۔ ابن فرحونؒ نے آپؒ کے شیوخ کی تعداد چار سو تک بتائی ہے[6]۔ جن میں ابو مطرف احمد بن عبد اللہؒ ابن سید الناسؒ، ابو العباس احمد بن ابراہیم بن محمد مرادی عشابؒ، ابن دقیق العید ابو الفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع قشیریؒ اور عزالدین بن عبد العزیزؒ شامل ہیں[7]۔

آپ کے تلامذہ میں ابو حیان اثیر الدین محمد بن یوسف بن علی غرناطیؒ، ابراہیم بن محمد التنوخیؒ اور ابو القاسم محمد بن

احمد بن محمد بن جزیؒ شامل ہیں تاہم ابو حیان الاندلسی صاحبِ تفسیر البحر المحیط نے زیادہ شہرت پائی۔ آپ کے تصانیف میں الاِعلام، ملاک التاویل، سبیل الرشاد فی فضل الجہاد اور البرہان فی تناسب سور القرآن شامل ہیں۔ 12 ربیع الاول 708ھ /1307ء کو غرناطہ میں وفات پائی[8]۔

جلال الدین سیوطیؒ کا تعارف

علامہ جلال الدین السیوطیؒ کا پورا نام ابوالفضل جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان السیوطی ہے۔ یکم رجب 849ھ/1445ء کو مصر کے شہر اسیوط میں پیدا ہوئے[9]۔ شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفیؒ سے ابتدائی فنون کے بعد فقہ، نحو، اصول اور دیگر اسلامی علوم میں مہارت حاصل کی۔ حصولِ علم کے لئے شام، حجاز، یمن، ہندوستان اور مغرب کے متعدد اسفار کئے۔ شیوخ میں احمد بن ابرہیم الکنانیؒ، احمد بن علی بن ابی بکرؒ، جلال الدین المحلیؒ اور محمد بن عبد الواحد السیواسیؒ شامل ہیں[10]۔

تلامذہ میں ابراہیم بن عبد الرحمٰن القاہریؒ، محمد بن احمد بن ایاسؒ، محمد بن عبد الرحمانؒ اور محمد بن یوسف الشامیؒ مشہور ہیں[11]۔ علومِ اسلامیہ کے بہت سے فنون جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع، اصول فقہ، قراءت، تاریخ، اور طب جیسے موضوعات سے متعلق سینکڑوں کتب تصنیف کیں[12]۔ جن میں الاتقان فی علوم القرآن، تفسیر الدر المنثور، تفسیر جلالین، اسرار التنزیل، مراصد المطالع، اسرار ترتیب القرآن تدریب الراوی، الاشباہ والنظائر، شرح الفیہ ابن مالک اوراعیان الاعیان مشہور ہیں[13]۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ صفات سے نوازا تھا اور ہمیشہ امراء کے تحائف یہ کہتے ہوئے رد کرتے کہ "اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے مستغنی کیا ہے۔" درس وتدریس کا سلسلہ آخری عمر میں ترک کیا تھا اور عبادت کیلئے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ 19 جمادی الاولیٰ 911ھ/1505ء کو وفات پائی[14]۔

مناسباتِ سور

مناسبات سور میں ابن زبیرؒ کے بعد امام بقاعیؒ کے علاوہ امام سیوطیؒ نے بڑا کام کیا ہے۔ اور اس فن میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں اسرار التنزیل کے اندر آپؒ نے وجوہ اعجاز، بلاغت کے اسالیب اور آیات وسور میں مناسبات کو ذکر کیا ہے۔ اسی کتاب سے آپؒ نے مناسباتِ سور کی الگ تلخیص تناسق الدرر فی تناسب السور کے نام سے کی جو اسرار ترتیب القرآن کے نام سے شائع ہوئی۔

مناسبات سور کے بیان میں ترتیب سور کے من جانب اللہ ہونے یا صحابہ کرامؓ کے اجتہاد پر مبنی ہونے کے اختلاف کا بڑا اثر ہے۔ اس بناء پر مذکورہ دونوں کتابوں کے ابتدا میں سورتوں کی ترتیب میں اختلاف پر بحث کی ہے۔ مناسبات سور کے بیان میں دونوں حضرات کی رائے کی اہمیت کے پیش نظر، یہ بات ضروری معلوم ہوئی کہ ترتیب سور میں علماء کے اختلاف اور اس باب میں ان دونوں حضرات کے موقف کا تحقیقی جائزہ لیا جائے۔ تاکہ سورتوں کی ترتیب میں اختلاف سے غلط استدلال کا قلع قمع ہو اور قرآن کریم کی حفاظت کے حوالے سے مغالطے کا ازالہ ہو سکے۔

سب سے پہلے ترتیب سور کو توقیفی اور توفیقی ماننے والوں کا موقف بالترتیب ذکر کیا جائے گا اور اس باب میں حدیث عثمانؓ سے استدلال کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا جو کہ اس باب میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ پھر امام ابن زبیرؒ اور امام سیوطیؒ کا اختلاف سور میں اختیار کردہ مؤقف کا جائزہ لیا جائے گا۔

ترتیب سور میں علماء کا موقف

قرآن کریم کی سورتوں کی ترتیب سے متعلق دو بنیادی موقف ہیں۔ پہلا یہ کہ ترتیب سور اسی طرح توقیفی ہے جس طرح کہ ترتیب آیات ہے، اور اس میں صحابہؓ کے اجتہاد کا کوئی عمل دخل نہیں۔ جبکہ دوسرا موقف یہ ہے کہ ترتیب آیات تو توقیفی ہے تاہم سورتوں کی ترتیب توقیفی نہیں۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

اختلف العلماء في ترتيب السور هل هو بتوقيف من النبي صلى الله عليه و سلم أو باجتهاد من الصحابة بعد الاجماع على أن ترتيب الآيات توقيفي والقطع بذلك فذهب جماعة الى الثاني منهم مالك والقاضي أبوبكر في أحد قوليه وجزم به ابن فارس[15]

"سورتوں کی ترتیب کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ کیا یہ آپ ﷺ کی دی ہوئی ترتیب ہے یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتہاد پر مبنی ہے جبکہ آیات کی ترتیب کے توقیفی ہونے پر قطعی اجماع ہے۔ پس علماء کی ایک جماعت دوسرے قول کی طرف گئی ہے جیسے امام مالکؒ اور قاضی ابو بکرؒ اپنے دو اقوال میں سے ایک قول کے اندر اس طرف گئے ہیں جب کہ ابن فارسؒ نے جزم کے ساتھ یہ بات کہی ہے۔"

ترتیب سور کے توقیفی ہونے کے دلائل

جن علماء کے ہاں ترتیب سور میں اجتہادِ صحابہؓ کا عمل دخل نہیں۔ ان کی پہلی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[16]

"حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں[17]۔"

اب اگر ترتیب سور کو صحابہؓ کا اجتہاد قرار دیا جائے تو حفاظت کا مسئلہ کمزور پڑ جائے گا۔

دوسری دلیل سورۃ ھود کی آیت ہے:

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ[18]

"یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتوں کو (دلائل سے) مضبوط کیا گیا ہے، پھر ایک ایسی ذات کی طرف سے ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو حکمت کی مالک اور ہر بات سے باخبر ہے۔"

جب قرآن کریم کی تفصیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر سورتوں کی ترتیب کو ہم صحابہؓ کا اجتہاد قرار نہیں دے سکتے۔

تیسری دلیل سورۃ النساء کی آیت ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا[19]

"کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر سے کام نہیں لیتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بکثرت اختلافات پاتے"

تو اگر ترتیب سور اجتہادِ صحابہؓ پر مبنی ہوتا تو اختلاف کا وقوع یقینی ہوتا اور اختلاف کا موجود نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ترتیب توقیفی ہے۔

چوتھی دلیل سورۃ القیامۃ کی آیت ہے:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ[20]

"یقین رکھو کہ اس کو یاد کرانا اور پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحتاً قرآن کریم کے جمع کرنے کی ذمہ داری خود لی ہے۔ تو جس طرح قرآن کریم کی آیات کا جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسی طرح قرآن کریم کے سورتوں کا جمع ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

پانچویں دلیل صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے:

لأن جبريل كان يلقاه في كل ليلةٍ من شهر رمضان حتى ينسلخ، يعرض عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم القرآن[21]

" کیونکہ رمضان کے مہینہ میں حضرت جبرئیلؑ ہر رات آپ ﷺ سے ملنے آتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا وہ ان راتوں میں آپ ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرائیلؑ پورے قرآن کریم کا اول تا آخر متعین ترتیب کے ساتھ دور فرماتے اور آپ ﷺ اسی ترتیب کو آگے بتاتے۔اسی طرح صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

"جبرئیلؑ حضور پاک ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی، اس سال انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا[22]۔"

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم آپ ﷺ کی زندگی ہی میں جمع تھا اور جبرائیلؑ پورے قرآن کو ایک مہینہ میں دو مرتبہ دہراتے اور جبرئیلؑ کی تو ذمہ داری ہی یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو من وعن رسول اللہ ﷺ تک پہنچائے۔

چھٹی دلیل ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ قرآن کریم یکبارگی پورے کا پورا شب قدر میں آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر اس کے بعد بیس سالوں میں اتارا گیا، پھر یہ آیت پڑھی:

وَقُرْآناً فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلاً[23]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب وہی ہے جس پر قرآن کریم کو اولاً آسمان دنیا پر نازل کیا گیا تھا۔

ساتویں دلیل عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے:

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں کتنے دنوں میں قرآن کریم پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مہینے میں۔اس نے کہا: میں اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ابو موسیٰ نے اس کلام کو مکرر کیا اور آپ نے آہستہ آہستہ گھٹایا یہاں تک کہ فرمایا: سات دن کے اندر پڑھو۔اس نے کہا: میں اس سے بھی کم وقت میں ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تین دن سے کم میں سمجھتے ہوئے قرآن نہیں پڑھا جا سکتا[24]۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم آپ ﷺ کی زندگی ہی میں ایک خاص ترتیب کے ساتھ معلوم و مجموع تھی۔اسی طرح امام بخاریؒ نے آپ ﷺ کا آخری عمر میں اپنی بیٹی فاطمہؓ سے مکالمہ نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

إن جبريل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة، وإنه عارضني العام مرتين ولا أراه إلا حضر أجلي، وإنك أول أهل بيتي لحاقا بي. فبكيت فقال: أما ترضين أن تكوني أهل الجنة، أو سيدة نساء المؤمنين فضحكت لذلك[25].

"جبرئیل ہر سال مجھ پر ایک مرتبہ قرآن پیش کرتا تھا جبکہ اس سال جبرئیل نے دو مرتبہ مجھ پر قرآن پیش کیا۔اور میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ میرے جانے کا وقت قریب ہے اور آپ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملے گی۔فرماتی ہیں کہ میں یہ سن کر روئی۔تو آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو جنت والی ہو یا مؤمنین کے عورتوں کی سردار ہو۔تو یہ سن کر میں ہنس پڑی۔"

اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ جبرائیل نے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معہود ترتیب سکھائی تھی۔ اور جب آپ ﷺ کا آخری وقت قریب آیا اور دین مکمل ہو گئی تو جبرائیلؑ نے قرآن کریم کا دو مرتبہ دور کرایا تاکہ یہ معہود ترتیب اچھی طرح ثبت ہو جائے۔

ترتیب سور کے توفیقی ہونے کے دلائل

جو لوگ سورتوں کی ترتیب کو توفیقی اور اجتہادی قرار دیتے ہیں ان کی پہلی دلیل وہ روایت ہے جس کو یزید فارسیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور امام ابو داؤدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ، ابن حبانؒ اور امام احمدؒ نے اس کو نقل کیا ہے:

عن يزيد الفارسي قال: سمعت ابن عباس قال: قلت لعثمان بن عفان ما حملكم أن عمدتم إلى براءة وهي من المئين و إلى الأنفال وهي من المثاني فجعلتموها في السبع الطوال ولم تكتبوا بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم ؟ قال عثمان: كان النبي صلى الله عليه وسلم مما تنزل عليه الآيات فيدعو بعض من كان يكتب له ويقول له: ضع هذه الآية في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا، وتنزل عليه الآية و الآيتان فيقول مثل ذلك وكانت الأنفال من أول ما نزل عليه بالمدينة وكانت براءة من آخر ما نزل من القرآن وكانت قصتها شبيهة بقصتها فظننت أنها منها، فمن هناك وضعتهما في السبع الطوال ولم أكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم[26]

"یزید فارسیؒ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو فرماتے سنا کہ میں نے عثمان بن عفانؓ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے سورۂ براءۃ اور سورۂ انفال کو سبع طوال میں کیوں رکھا؟ حالانکہ براءۃ مئین میں سے اور انفال مثانی میں سے ہے۔ اور آپ نے ان دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھا؟ تو عثمانؓ نے فرمایا: کہ نبی ﷺ پر جب آیات مبارکہ نازل ہوتی تو آپ ﷺ کاتبین وحی صحابہؓ میں سے کسی کو بلاتے اور فرماتے اس آیت کو اس سورت میں رکھ دو جس میں یہ یہ باتیں ذکر ہے۔ اور آپ ﷺ پر جب ایک آیت یا دو آیتیں نازل ہوتی تو بھی آپ ﷺ اسی طرح فرماتے۔ اور سورۃ الانفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ میں ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہیں اور سورۃ براءۃ ان میں سے ہے جو آخر میں نازل ہوئی ہیں۔ لیکن سورۃ براءۃ کی مضامین سورۃ الانفال کے مضامین کی طرح تھے تو میں نے یہ گمان کیا کہ یہ اس کا حصہ ہے پس اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو طوال میں رکھا اور دونوں کے درمیان تسمیہ نہیں لکھا۔"

یہاں حضرت عثمانؓ خود فرما رہے ہیں کہ میں نے اپنی اجتہاد سے سورۃ براءۃ کو سورۃ الانفال سے ملا دیا ہے اور دونوں کے درمیان مضامین کے موافقت کی وجہ سے تسمیہ نہیں لکھا۔ جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ موجودہ ترتیب عثمانؓ کی دی ہوئی ترتیب ہے اور یہ من جانب اللہ جبرائیل کے بتانے سے آپ ﷺ نے نہیں دی۔

قرآنی ترتیب کو اجتہادی قرار دینے والوں کی دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہؓ کے پاس جو مصاحف تھے ان میں اختلاف تھا مثلاً مصحف علیؓ اور مصحف عبداللہ بن مسعودؓ کہ جس کا اول سورت البقرۃ پھر النساء اور اس کے بعد آل عمران تھا۔ تو اگر یہ ترتیب قرآن آپ ﷺ کی طرف سے ہوتی تو پھر ان سب صحابہ کرامؓ کا قرآن ایک طرح کا کیوں نہ تھا؟ صحابہؓ کے پاس قرآن کریم کے نسخوں میں ترتیب کے اعتبار سے اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ سورتوں کی ترتیب میں صحابہؓ کے اجتہاد کا عمل دخل ہے۔

ترتیب سور کو توفیقی قرار دینے والوں کی پہلی دلیل جو کہ عثمانؓ کی روایت پر مشتمل ہے اس کی سند میں یزید الفارسی البصری مستور الحال اور غیر معتبر راوی ہیں اگرچہ بعض محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ یزید الفارسیؒ البصری تابعین کے طبقہ وسطیٰ کے قریب ہیں۔ آپؒ سے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے۔ ابن حجرؒ کے نزدیک آپ مقبول راوی ہیں جبکہ الذھبیؒ نے ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ امام مزیؒ تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں:

"عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں کہ کیا یہ یزید بن ہرمز ہے یا کوئی اور ہے۔ تو عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ یزید الفارسی یہ ابن ہرمز ہے۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ اپنے والد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یزید بن ہرمز ہی یزید الفارسی ہیں اور عبداللہ بن یزید بن ہرمز جن سے امام مالکؒ روایت کرتے ہیں وہ انہی کے بیٹے ہیں۔ جبکہ یحیٰ بن سعید القطان اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہیں بلکہ ان دونوں کو الگ الگ قرار دیکر کہا ہے کہ ان دونوں کی روایات لا بأس بہ ہیں۔ امام مزیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ یزید بن ہرمز کے علاوہ کوئی اور شخص ہے [27]۔"

شیخ احمد محمد شاکرؒ نے اس حدیث کی تخریج وتعلیق میں لکھا ہے:

"اس حدیث کی اسناد میں نظر ہے اور یہ میرے نزدیک بہت زیادہ ضعیف ہے بلکہ یہ ایسی حدیث ہے جس کی کوئی اصل نہیں اس کا سند ہر روایت میں یزید فارسی سے گزرتا ہے جو ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے روایت کرنے میں عوف بن ابی جمیلۃ اعرابی منفرد ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ یہ یزید فارسی جو اس حدیث کے نقل کرنے میں منفرد ہیں تقریباً مجہول ہے یہاں تک کہ وہ ابن مہدیؒ، امام احمدؒ اور امام بخاریؒ جیسے افراد پر بھی مشتبہ ہے کہ وہ ابن ہرمز ہے یا کوئی اور ہے۔ اور امام بخاریؒ نے اسے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ تو ان کی اس طرح کی حدیث قبول نہیں کی جاسکتی جس میں وہ منفرد ہو۔ اس روایت سے قرآنی سورتوں کے متعلق شک کا دروازہ کھلتا ہے جو کہ تواتر قطعی سے بذریعہ قراءت، سماع اور کتابت کے ثابت ہے۔ اور اس طرح اس روایت سے سورتوں کے اوائل میں بسم اللہ کے ثابت ہونے میں بھی شک پیدا ہوتا ہے۔ گویا کہ حضرت عثمانؓ اس کو اپنی رائے سے ثابت کرتے ہیں اور اپنی رائے سے اس کی نفی کرتے ہیں حالانکہ وہ اس سے بری ہیں۔"

تو اس وجہ سے ہمیں اس حدیث کو ان قواعد صحیحہ کے ساتھ منطبق کرنے میں کوئی حرج لاحق نہیں ہے جس میں ائمہ حدیث کا کوئی اختلاف نہیں۔ مناہل العرفان فی علوم القرآن میں علامہ الزرقانیؒ فرماتے ہیں:

اس حدیث کا دوسرے احادیث سے مناقشہ ہو سکتا ہے جو کہ ترتیب کے توقیفی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اگر اس حدیث کو تسلیم بھی کیا جائے تو یہ ایک خاص مورد کے ساتھ خاص ہے، عام قرآن کا حکم الگ ہے:

ويمكن أن يناقش هذا المذهب بالأحاديث الدالة على التوقيف ـ ويمكن مناقشة دليلهم الثاني بأنه خاص بمحل وروده وهو سورة الأنفال والتوبة ويونس فلا يصح أن يصاغ منه حكم عام على القرآن كله[28]

"اس مذہب کا ان احادیث کے ساتھ مناقشہ ممکن ہے جو قرآنی ترتیب کے توقیفی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور ان کے دلیل ثانی کا مناقشہ اس طور پر ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث اپنے محل ورود کے ساتھ خاص ہے اور وہ سورۂ انفال، توبہ اور یونس ہے اس وجہ سے اس حدیث سے پورے قرآن پر حکم لگانا ٹھیک نہیں ہے۔"

حضرت عثمانؓ کے حوالے سے بیان کردہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ خود صحابہؓ کو بتاتے کہ ان آیات کو فلاں جگہ میں رکھ دو۔ اور حضرت عثمانؓ اس ایک واقعے کو باقی قرآن سے خاص کر رہے ہیں۔ تو اس حدیث سے اگر ایک طرف حضرت عثمانؓ کی قرآنی سورتوں کی ترتیب میں اپنی اجتہاد کرنے کا اشارہ ملتا ہے تو دوسری طرف اسی حدیث سے وضاحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ حضور ﷺ قرآنی سورتوں کو خود ترتیب دیتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ تو خود فرماتے ہیں کہ میں اپنی طرف سے کلام پاک میں کمی زیادتی نہیں کر سکتا۔ صحیح بخاری میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے:

عن ابن الزبير قال: قلت لعثمان"والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجاً" قد نسخها الآية الأخرى فلم تكتبها أوتدعها، قال: يا ابن أخي لا أغير شيئاً منه من مكانه[29].

یہاں وضاحت کے ساتھ حضرت عثمانؓ کا قول ہے کہ میں ان میں کوئی چیز اپنی جگہ سے تبدیل نہیں کر سکتا۔

علامہ الزرقانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ترتیب سور توقیفی نہ ہوتی تو پھر صحابہ کا اجماع مصحف عثمانؓ پر کیونکر ہو سکتا تھا؟ اور انہوں نے اپنے طرز پر جمع کئے ہوئے قرآن کو باقی کیوں نہیں رکھا؟ کیونکہ اگر اجتہاد کی بات ہوتی تو اس حوالے سے اجتہاد تو دیگر صحابہ کرام کا بھی تھا۔ فرماتے ہیں:

أن ترتيب السور كلها توقيفي بتعليم الرسول صلى الله عليه وسلم كترتيب الآيات وأنه لم توضع سورة في مكانها إلا بأمر منه صلى الله عليه وسلم ـ واستدل أصحاب هذا الرأي بأن الصحابة أجمعوا على المصحف الذي كتب في عهد عثمان ولم يخالف منهم أحد و إجماعهم لا يتم إلا إذا كان الترتيب الذي أجمعوا عليه عن توقيف لأنه لو كان عن اجتهاد لتمسك أصحاب المصاحف المخالفة بمخالفتهم ـ لكنهم لم يتمسكوا بها بل عدلوا عنها وعن

ترتيبهم وعدلوا عن مصاحفهم وأحرقوها ورجعوا إلى مصحف عثمان وترتيبه جميعا[30]

"تمام سورتوں کی ترتیب رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مطابق توقیفی ہے جس طرح کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے اور قرآن کریم میں کوئی بھی سورت آپ ﷺ کے حکم کے بغیر کسی جگہ نہیں رکھی گئی ہے۔اس رائے کے تائید کرنے والے اس بات سے استدلال کرتے ہیں کہ تمام صحابہؓ نے عثمانؓ کے دور میں لکھے گئے قرآن پر اجماع کیا اور کسی نے مخالفت نہیں کی۔اور صحابہؓ کی اجماع اس وقت مکمل ہوگی جب اس ترتیب کو توقیفی مانا جائے کیونکہ اگر یہ ترتیب اجتہادی ہوتی تو الگ ترتیب سے جمع کردہ قرآن والے اس ترتیب کی مخالفت کرتے حالانکہ انہوں نے اپنے مصاحف، ترتیب اور اس سے استدلال کو ترک کرکے اپنے ہاں الگ ترتیب سے جمع قرآنی نسخوں کو جلادیا اور سب نے مصحف عثمانیؓ کی طرف رجوع کیا۔"

امام سیوطیؒ نے الاتقان میں امام بغویؒ سے لمبی عبارت نقل کی ہے جس کے آخر میں ہے:

"حضور پاک ﷺ صحابہؓ کو قرآن پاک کی اس ترتیب سے تلقین کرتے تھے اور اس ترتیب پر تعلیم دیتے تھے جس ترتیب پر وہ ابھی موجود ہے۔اور یہ آپ ﷺ جبرئیلؑ کے کہنے پر فرماتے اور جبرئیلؑ ہر آیت کے نزول کے وقت بتاتے کہ یہ آیت فلاں آیت کے پیچھے فلاں سورت میں رکھو۔ تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صحابہ کی سعی اور کوشش قرآن کریم کو ایک جگہ میں جمع کرنے کی تھی نہ کہ اسے اپنی طرف سے ترتیب دینے کی۔ کیونکہ قرآن کریم لوح محفوظ میں اسی ترتیب کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں سے یک بارگی پورے قرآن کو آسمان دنیا میں اتارا اور پھر ضرورت کے تحت تھوڑا تھوڑا وہاں سے نازل کرتا رہا۔ اور نزول قرآن کی جو ترتیب ہے وہ اس ترتیب سے الگ ہے جو ترتیبِ تلاوت ہے[31]۔"

تفسیر خازن میں علامہ علاء الدینؒ فرماتے ہیں:

"صحیح دلیل کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ صحابہؓ نے قرآن کریم کو ایک جلد میں بغیر کسی کمی وزیادتی کے اسی طرح جمع کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر اتارا تھا۔ اور صحابہؓ کو جس چیز نے اس کام پر آمادہ کیا وہ یہ بات تھی کہ قرآن کریم کھجور کی ٹہنیوں، لخافوں اور لوگوں کے سینوں میں متفرق طور پر محفوظ تھا تو صحابہؓ کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں عدم حفاظت کی وجہ سے ان مختلف جگہوں میں محفوظ قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس وجہ سے وہ خلیفہ رسول ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس مسئلہ لے گئے۔ تو آپؓ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور اس بارے میں ان سے رائے لی اور اس کے بعد تمام صحابہؓ کے اتفاق سے قرآن کریم کو ایک جگہ میں جمع کرنے کا حکم دے دیا۔ پس صحابہؓ نے بغیر کسی کمی زیادتی کے اور کسی ایسی ترتیب دینے کے جو آپ ﷺ کی طرف سے بتایا گیا نہ ہو قرآن کریم کو ایک جگہ میں جمع کیا[32]۔"

اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایک حدیث کی وجہ سے جس کی سند میں بھی کلام ہو، امت مسلمہ کے ایک متفقہ اجماعی اور دوسرے مضبوط دلائل و براہین سے ثابت مسئلہ کو رد نہیں کر سکتے ہیں۔ اصول حدیث کی کتابوں میں یہ قاعدہ موجود ہے کہ جو خبر

واحد قرآن، سنت متواتر یا اجماع قطعی کے نص کے خلاف ہو تو اس کو رد کیا جائے گا۔ چنانچہ تدریب الراوی میں ہے:

في الكلام على إمارات الحديث الموضوع أن يكون منافيا لدلالة الكتاب القطعية أو السنة المتواترة أو الإجماع القطعي[33]

"حدیث موضوع کے علامات میں سے یہ ہے کہ وہ نص کتاب اللہ، سنت متواترہ اور اجماع قطعی کے منافی ہو۔"

کفایہ میں ہے:

ولا يقبل خبر الواحد في منافاة حكم العقل وحكم القرآن الثابت المحكم والسنة المعلومة والفعل الجاري مجرى السنة وكل دليل مقطوع به[34]

"جو خبر واحد عقل، قرآن سے ثابت محکم حکم، سنت معلومہ و مشہورہ اور ہر اس دلیل کے منافی ہو جو قطعی طور پر ثابت ہو تو اس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔" ان سارے دلائل کو سامنے رکھ کر ہم یہ بات کر سکتے ہیں کہ اس حدیث کو بنیاد بنا کر قرآن کریم کے سورتوں کی ترتیب کو توقیفی نہ ماننے کا قول کمزور ہے۔"

ترتیب قرآنی کو توفیقی قرار دینے والوں کی دوسری دلیل کہ اختلافِ مصاحف صحابہؓ ترتیب سور کے توفیقی ہونے کی دلیل ہے اس وقت وزنی ہوتی جب یہ بات معلوم ہوتی کہ صحابہؓ کے پاس جو مختلف نسخے تھے وہ مصاحف تلاوت تھے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں تھی بلکہ انہوں نے تعلیم کی غرض سے اور خاص قسم کی واقعات کو اپنے پاس محفوظ رکھنے کی غرض سے اپنے اپنے طرز کے مجموعے بنا رکھے تھے۔ تلاوت کی غرض سے نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ کی ان مختلف مصاحف میں منسوخ التلاوۃ آیات بھی ہوتی تھی۔ حالانکہ منسوخ التلاوۃ آیات کو قرآن کریم کے اندر بالاتفاق نہیں لکھا جاتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ کے پاس اسی طرح کے مجموعے ترتیب تلاوت والے مجموعے نہیں تھے بلکہ دوسرے مقاصد کی خاطر انہوں نے اپنے پاس اپنی طرز پر واقعات کو جمع کیا ہوا تھا۔

دوسری بات یہ کہ بالفرض ہم تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لے کہ حضرت عثمانؓ کا جمع کردہ قرآنی ترتیب ان کا اجتہادی عمل تھا تو سوال اٹھتا ہے کہ ان دوسرے صحابہؓ نے کیوں آپؓ سے اتفاق کیا؟ آپؓ کے اجتہاد کے مقابلے میں اپنا اجتہاد کیوں پیش نہیں کیا؟ اپنے پاس اسی طرح کے مجموعوں کو کیوں حضرت عثمانؓ کے حوالے کیا کہ وہ انہیں جلائے اور کسی کو قرآن کریم کے متعلق شک وشبہ ہونے کی گنجائش نہ رہے۔ اسی طرح اگر یہ ان صحابہؓ کا اجتہاد تھا اور موجودہ قرآنی ترتیب حضرت عثمانؓ کا اجتہاد تھا تو کیا ایک مجتہد پر دوسرے مجتہد کی تقلید لازم ہے؟ اس سے اس بات کی تائید ملتی ہے کہ عثمانؓ نے اپنے اجتہاد سے ایسا نہیں کیا تھا تب ہی تو باقی صحابہؓ نے نہ ان سے اختلاف کیا اور نہ اپنے نسخوں کو باقی رکھا کیونکہ وہ انہوں نے اپنی ذوق کے مطابق مجموعے بنائے تھے تاہم جب اسلام چار دانگ عالم میں پھیل گیا اور قرآن کریم کی ترتیب اور قراءتوں

اور لہجوں میں اختلاف بڑھنے لگا تو سب نے اپنے طرز پر جمع کئے گئے نسخوں کو بھی ختم کر دیا تا کہ آئندہ کے لئے بھی اس قسم کے کسی اختلاف کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

عثمانؓ نے صرف قرآن کریم کے متعلق مختلف جائز قراءات میں سے لغت قریش پر لوگوں کو جمع کیا اور ابو بکرؓ کے دور میں مختلف جگہوں اور اشیاء پر لکھے گئے مرتب قرآن کے جو مصاحف پڑے تھے اور ان کو ابو بکرؓ نے ایک جگہ پر جمع کیا تھا عثمانؓ نے اس کے نسخے عام کئے۔ جس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عثمانؓ جامع قرآن نہیں بلکہ ناشر قرآن ہے۔

ترتیب سور میں امام ابن زبیرؒ کا موقف

امام ابن زبیرؒ نے اپنی کتاب البرھان فی تناسب سور القرآن کے مقدمہ میں ایک تمہیدی سوال قائم کیا ہے کہ کیا سورتوں کی ترتیب شارع ﷺ کی توقیف سے ہے یا یہ ترتیب صحابہ رضی اللہ عنھم کا فعل واجتہاد ہے؟

پھر سورتوں کی ترتیب میں علمائے تفسیر کے اختلاف کو جس انداز سے نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتہاد سے بھی ہو تو اس سے کوئی عیب، نقص اور کمی پیدا نہیں ہوتی ہے فرماتے ہیں:

وكلا القولين والحمد لله لا يقدح في الدين ولا يثمر الا الايقين[35]

"علمائے امت کے دونوں اقوال میں سے کسی کے لینے سے بھی دین میں نہ کوئی عیب اور کمی پیدا ہوتی ہے اور نہ اس میں کوئی اضافی فائدہ اور ثمرہ ہے سوائے یقین کے اضافے کے۔"

جمہور علماء اور امام مالکؒ و قاضی ابو بکر بن الطیبؒ کے دو میں سے ایک قول کے مطابق سورتوں کی ترتیب صحابہ رضی اللہ عنھم کے اجتہاد پر مبنی ہے اور آپ ﷺ نے یہ کام اپنے بعد امت کو سپرد کیا تھا۔ جبکہ علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ سورتوں کی ترتیب آپ ﷺ کے حکم اور توقیف سے عمل میں آئی ہے اس میں صحابہ رضی اللہ عنھم کے اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہے۔

ابن زبیرؒ فرماتے ہیں کہ جانبین کے ساتھ اپنے اپنے رائے اور مسلک پر دلائل موجود ہیں اب ان دونوں آراء میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے اس سے مفر نہیں کہ سوتوں کی ترتیب میں تناسب ،ایک دوسرے سے تعلق اور باہمی کشمکش موجود ہو گی۔ کیونکہ اگر یہ ترتیب آپ ﷺ کی طرف سے ہو تو ظاہر ہے اس کے بعد خصم کے لئے بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی ۔اور اگر یہ ترتیب صحابہ رضی اللہ عنھم کے اجتہاد کو تفویض ہو تو صحابہ رضی اللہ عنھم علم کے خزانے تھے آپ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے اسباب نزولِ آیات اور کلمات کے مواقع کو پہچاننے والے تھے انہوں نے آپ ﷺ سے قرآن سنا اور جمع کیا۔ تو ان

کو آپ ﷺ کی طرف سے جو کام حوالہ کیا گیا وہ ان کے بس اور فہم کے مطابق تھا اور آپ ﷺ ہی سے انہوں نے سورتوں کی ترتیب سیکھی تھی۔

پھر ابن زبیرؒ نے سوال اٹھایا ہے کہ جب اسی ترتیب سے صحابہؓ نے آپ ﷺ سے سنا تھا تو پھر ان کو اس باب میں نظر و فکر کا جو اختیار ملا تھا اس کو انہوں نے کہاں عملی کیا کیونکہ پھر تو اس پر عمل کرنے کا مجال ہی نہیں رہا؟ پھر اس کے جواب میں فرمایا کہ صحابہؓ کے لئے مجالِ فکر و نظر پھر بھی باقی ہے اور وہ اس طرح کہ صحیح مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے:

صليت مع النبي ﷺ ذات ليلة ،فافتتح البقرة ،فقلت يركع عند المائة،ثم مضى فقلت يصلي بها في ركعة ،فمضى ،فقلت يركع بها ،ثم افتتح النساء فقراها ثم افتتح آل عمران[36]

تو یہاں پر صحابہؓ کے لئے اپنے نظر و اجتہاد کے اختیار کا مجال مل گیا کہ ایک مرتبہ جو آپ ﷺ نے اسی طرح کیا یہ صرف امت پر توسع اور آسانی پیدا کرنے کے لئے کیا اور ترتیب سور میں رعایت آپ ﷺ کے اس عمل کی رکھی جائے گی جو آپ ﷺ کا اکثر معمول تھا۔

موجودہ ترتیب کو صحابہؓ کی کاوش قرار دینے کی صورت میں بھی اس بات سے مفر نہیں کہ انہوں نے ترتیب میں تناسب اور ایک دوسرے سے مشابہ ہونے کی رعایت کی ہے جس طرح کے آیات میں تناسب کی رعایت توقیفاً معلوم ہے۔ آخر ترتیب نزولی کے خلاف سورتوں کو جمع کرنے کی کوئی وجہ تو ہو گی۔ اس بات کی وضاحت قرآن کریم کے سورتوں کی ترتیب میں غور فکر سے حاصل ہوتی ہے مثال کے طور پر سورت انفال اور براءت، سورت طلاق و تحریم، سورت تکویر وانفطار سورت ضحیٰ و الم نشرح، سورت الفیل و قریش اور معوذتین وغیرہ میں اگر تدبر کیا جائے تو ان کے درمیان تناسب کی رعایت واضح نظر آئے گی۔

امام ابن زبیرؒ کی ترجیح

ابن زبیرؒ نے آگے قاضی ابو محمد بن عطیہؒ کی رائے نقل کی ہے اور اسی کو پسند بھی کیا ہے کہ قرآن کریم کی اکثر سورتیں تو ایسی ہیں جن میں ترتیب کو صحابہؓ نے آپ ﷺ سے معلوم کیا تھا مثلاً سبع طوال، حوامیم و مفصل وغیرہ۔ تو صحابہؓ نے جن سوتوں کی ترتیب آپ ﷺ سے سیکھی ان میں اجتہاد کی ضرورت نہ رہی اور جن سورتوں میں ترتیب آپ ﷺ سے معلوم نہیں کی ان کو صحابہؓ نے اپنے اجتہاد سے ترتیب دیا۔

ابن زبیرؒ ابن عطیہؒ کے قول کی تائید میں کئی آثارِ صحابہؓ پیش کئے ہیں۔ کہ اکثر سورتیں آپ ﷺ کے زمانہ ہی میں مرتب ہوئی تھی۔ اور بہت کم ایسی تھی جو آپ ﷺ نے ترتیب میں نہیں رکھی تھی صرف انہی میں اختلاف رہا۔ اب صحابہؓ نے اجتہاد سے ان کو ترتیب دیا ہو تو بھی ہم نے پہلے وضاحت کر دی ہے کہ انہوں نے ترتیبِ سور میں تناسب ہی کی رعایت رکھی ہو گی۔ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اشکال اٹھائے کہ جب مسئلہ ایسا ہے تو چاہئے کہ توقیف کا قول اکثریت کا ہو اور مشہور ہو۔ حالانکہ یہ خلاف واقعہ ہے کیونکہ امام مالکؒ، قاضی ابو بکرؒ اور اکثر اہل علم تو اس بات کے قائل ہیں کہ ترتیب سور صحابہؓ کے اجتہاد پر مبنی ہے۔

جس کا جواب یہ ہے کہ یہ آثار اکثر سوتوں کے درمیان ترتیب کو شارع ﷺ کی طرف سے واضح تو کرتی ہے تاہم یہ قرآن کریم کی ہر دو سورتوں کے درمیان ترتیب کو نہیں بتاتی۔ اور جب بعض سورتیں صحابہؓ کے اجتہاد کے لئے باقی رہ گئی چاہے وہ صرف دو سورتیں ہی کیوں نہ ہو تو مشہور قول اجتہاد کا جاری ہو گیا کہ ترتیب مصحف میں صحابہؓ کے اجتہاد کو دخل ہے [37]۔

دوسری بات یہ کہ یہ تمام آثار فعلی ہے قولی نہیں اگر آپ ﷺ اس کا امر فرماتے تو پھر توقیف حاصل ہوتی۔ تو بات یہاں پر آگئی کہ یہی آثار صحابہؓ کے اجتہاد کے لئے مستند اور بنیاد ہیں۔

ابن زبیرؒ کے ترتیب سور پر اس بحث سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

- ترتیب سور کے توفیقی یا توقیفی ہونے میں اختلاف علماء کے قائل ہیں۔
- سورتوں کے موجودہ ترتیب کے مابین تناسب کا لحاظ دونوں اقوال کی صورت میں موجود ہے۔
- اکثر سورتوں میں ترتیب آپ ﷺ سے ثابت و معلوم ہے۔ صحابہؓ کے اجتہاد کا محل دو متضاد روایتوں میں تطبیق کرنے کا ہے۔
- ابن زبیرؒ نے ابن عطیہؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے کہ اکثر سورتوں کی ترتیب آپ ﷺ سے معلوم ہے تاہم جو چند سورتیں رہ گئی تھی ان کو صحابہؓ نے اپنے اجتہاد سے ترتیب دیا۔

ترتیب سور میں امام سیوطیؒ کا موقف

امام سیوطیؒ نے اپنے کتاب اسرار ترتیب القرآن کے مقدمہ کے ابتدا میں سورتوں کی ترتیب میں مشاہیر علماء کے آراء ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے اور ترجیح کو ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

اختلف العلماءفي ترتيب السور،هل هو بتوقيف من النبي –صلى الله عليه وسلم– أو باجتهاد من الصحابة؟ بعد الإجماع على أن ترتيب الآيات توقيفي، والقطع بذلك.فذهب جماعة إلى الثاني منهم مالك، والقاضي أبو بكر في أحد قوليه، وجزم به ابن فارس۔ وذهب جماعة إلى الأول منهم القاضي أبو بكر في أحد قوليه وخلائق[38].

کہ آیتوں کی ترتیب کے توقیفی ہونے پر قطعی اجماع ہے تاہم سورتوں کی ترتیب میں علماءِ امت نے اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ بھی

توقیفی ہے یعنی آپ ﷺ کی دی ہوئی ترتیب ہے یا یہ صحابہ کرامؓ کی اجتہاد سے ملی ترتیب ہے۔

پس مشاہیر علماء کی ایک جماعت جن میں امام مالکؒ، ابن فارسؒ اور قاضی ابو بکرؒ دو میں سے ایک قول کے مطابق شامل ہیں اس طرف گئے ہیں کہ سورتوں کی موجودہ ترتیب صحابہ کرامؓ کی اجتہاد پر مبنی ہے۔ان حضرات کا متدل یہ ہے کہ علی ابن ابی طالبؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ نے جو مصاحف مرتب کئے تھے ان میں اختلاف تھا۔ جبکہ ایک جماعت جن میں قاضی ابو بکر دو میں سے ایک قول کے مطابق اور دوسرے علماء اس طرف گئے ہیں کہ سورتوں کی ترتیب بھی اس طرح توقیفی ہے جس طرح آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے اور اس میں صحابہ کرامؓ کے اجتہاد کو کوئی دخل نہیں۔

پھر اس رائے کی تائید میں کہ سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے کئی بڑے علماء کے اقوال ذکر کئے ہیں۔ جیسے ابو بکر بن الانباریؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے پورا قرآن آسمانِ دنیا کو نازل کیا پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا تئیس سال میں نازل ہوتا رہا۔ جبرائیل امین آپ ﷺ کو آیت اور سورت کے رکھنے کی جگہ بتادیتے پس قرآن کریم کی سورتیں بھی آپ ﷺ نے اس طرح مرتب کی تھی جس طرح آیات وحروف مرتب کئے تھے۔ پس جس نے قرآن کریم کے کسی سورت کو مقدم یا مؤخر کیا تو اس نے نظمِ قرآن کو فاسد کیا۔"

امام کرمانیؒ محمود بن حمزہؒ اور امام طیبیؒ کی رائے یہ ہے کہ سورتوں کی موجودہ ترتیب کے ساتھ قرآن کریم اللہ کے ہاں لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔اور جب آپ ﷺ کے پاس منزّل قرآن کا ایک حصہ جمع ہوتا تو جبرائیلؑ کو سناتے اور جس سال آپ ﷺ کا انتقال ہونا تھا اس سال آپ ﷺ کے ساتھ جبرائیلؑ نے دو مرتبہ دور کیا۔

ابن حصارؒ اور علی بن محمد بن محمد ابن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ ترتیب سور اور وضع آیات دونوں وحی کے ذریعے ہوئی ہے۔امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کی موجودہ ترتیب آپ ﷺ کے زمانے سے ہے سوائے سورۂ انفال اور براءۃ کے۔ یہاں پر امام بیہقیؒ حدیثِ عثمانؓ کی وجہ سے ان دونوں سورتوں کی استثناء کر رہے ہیں۔

ابو جعفر النحاسؒ کی رائے یہ ہے کہ موجودہ ترتیب پر سورتوں کو آپ ﷺ نے جمع کیا ہے۔اور اس کی دلیل وہ حدیث مبارکہ ہے جس کو واثلۃ بن الاسقع نے روایت کیا ہے:

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الزَّبُورِ الْمَئِينَ وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الْإِنْجِيلِ الْمَثَانِيَ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ[39]

سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سورتوں کے موجودہ ترتیب کا آپ ﷺ سے ماخوذ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔علامہ

ابن حجرؒ کا کی رائے مسند احمد اور سنن ابی داؤد کی روایات کی روشنی میں یہ ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب آپ ﷺ کے عہد ہی سے قائم ہے[40]۔

امام سیوطیؒ کی ترجیح

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی بات محلِ خلاف کی تحدید ہے اور وہ یہ ہے کہ نفس اقسام اربعہ یعنی طوال، مئین، مثانی اور مفصل کے درمیان ترتیب کے توقیفی ہونے کا حکم قطعی ہے البتہ اقسام اربعہ جن سورتوں پر مشتمل ہیں ان کی ترتیب میں اختلاف ہے۔

اس قول کو دو امور کی بناء پر اپنایا ہے۔ پہلا امر تو اس باب میں موجود آحادیث و آثار اور سورۂ انفال کے بارے میں حدیث ابن عباسؓ ہے اور دوسرا یہ کہ مصاحفِ مختلفہ میں سورتوں کی ترتیب میں تو اختلاف موجود تھا تاہم اقسام اربعہ کے ترتیب میں ان کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا تھا۔ کیونکہ مصحف ابی بن کعبؓ اور مصحف ابن مسعودؓ دونوں میں طوال مقدم ہے پھر مثانی ہے پھر مفصل ہے مصحفِ عثمانؓ کی طرح۔ تاہم ہر قسم کے اندر سورتوں کی ترتیب میں اختلاف موجود ہے[41]۔

سیوطیؒ نے مختلف آراء کو تفصیلاً ذکر کرنے کے بعد امام بیہقیؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے کہ قرآن کریم کے تمام سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے سوائے انفال اور التوبۃ کے۔ اور اس ترجیح کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حوامیم اور آلٓر سے شروع ہونے والی سورتیں پے درپے ہیں جبکہ مسبحات کے درمیان فصل موجود ہے اس طرح طسم الشعراء اور طسم القصص کے درمیان طس رکھا گیا ہے اسی طرح الانفطار اور الانشقاق کے درمیان المطففین سے فصل لایا گیا ہے حالانکہ وہ دونوں مطلع اور مقصد میں ایک جیسے ہیں۔ تو اگر یہ ترتیب توقیفی نہ ہوتی تو مسبحات پے درپے ہوتے، طس سورۂ قصص سے مؤخر ہوتی اور مطففین یا مقدم ہوتی یا مؤخر اور آلٓر سے شروع ہونے والے سورتوں کے درمیان فصل نہ ہوتی۔

سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں پر سوائے اس اشکال کے کوئی مشکل نہیں ہے کہ اگر یہ ترتیب سور توقیفی ہے تو پھر مصحف ابی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے مصاحف میں اختلاف کیوں رہا پھر تو وہ بھی نہیں ہونا چاہئے تھا جیسا کہ آیات کی ترتیب میں نہیں ہے۔

اس سوال کا جواب اللہ نے مجھ پر احسان کیا یہ ہے کہ قرآن کریم میں نسخ کتابت بہت ہو چکی ہے حتی کہ پوری پوری سورت اور کئی آیات منسوخ ہو چکی ہے اس وجہ سے ضروری ہے کہ آخر میں مصحف عثمانی کے ترتیب اور قراءات کو باقی رکھا گیا اور اس کی خبرابی

بن کعبؓ اور ابن مسعودؓ کو نہیں پہنچی ہو گی جس طرح کہ ان کو قراءات منسوخہ کی خبر نہیں پہنچی تھی اور وہ ان کے مصاحف میں موجود تھی یہی وجہ تھی کہ ابی بن کعبؓ کی مصحف میں سورۃ الحفد اور سورۃ الخلع موجود تھی حالانکہ وہ دونوں منسوخ ہیں۔

خلاصہ بحث نکالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام مصاحف کی ترتیب توقیفی ہے تاہم آخری زمانے میں مصحف عثمانی میں موجود ترتیب توقیفی کو برقرار رکھا گیا جس طرح کہ سارے قراءات اور منسوخات دوسرے مصاحف میں توقیفاً موجود تھے تاہم آخری زمانے میں مصحف عثمانی کے مطابق قراءآت برقرار رہے اور باقی منسوخ ہوئے جس کی خبر دوسرے مصاحف والوں کو نہیں پہنچی اور انہوں نے منسوخ قراءات و سور کو بھی اپنی مصاحف کا حصہ بنایا[42]۔ لیکن یہاں پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ جب دوسرے مصاحف کی ترتیب بھی توقیفی ہی تھی تو کیوں کر انہوں نے اپنے مصاحف کو محفوظ رکھنے کی بات نہ کی۔ اور کیوں انہیں جلانے پر راضی ہوئے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس یہ مجموعہ برائے تلاوت نہ تھے جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

امام سیوطیؒ کے ترتیب سور پر اس بحث سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

- ترتیب سور کے توفیقی یا توقیفی ہونے میں اختلاف علماء کے قائل ہیں۔
- الاتقان میں سیوطیؒ نے سورتوں کی ترتیب کے اجتہادی ہونے کے قول کی نسبت جمہور کی طرف کی ہے۔ اور یہاں اسرار ترتیب القرآن کی عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ جمہور کا قول اجتہاد اور توفیق کا نہیں بلکہ توقیف کا ہے۔
- سیوطیؒ نے سورتوں کے ترتیب کے توقیفی اور توفیقی ہونے کے اختلاف کو ذرا تفصیلا اور مدلل ذکر کیا ہے۔
- سیوطیؒ نے امام بیہقیؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے کہ سوائے سورۂ انفال و توبہ کے باقی تمام سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے اس میں اجتہاد کو دخل نہیں۔

تجزیہ

امام ابن زبیرؒ اور سیوطیؒ دونوں آیاتِ قرآنیہ کے ترتیب کے توقیفی ہونے اور سورتوں کی ترتیب میں اختلاف کے قائل ہیں۔ امام ابن زبیرؒ کا انداز اس لحاظ سے بہتر ہے کہ انہوں جانبین کے دلائل کو بیان کرنے کی بجائے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ دونوں میں کسی بھی قول کو لینے کی صورت میں نظم قرآن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ظاہر ہے کہ آپؒ نے سورتوں کی ترتیب میں مناسبات کے متعلق یہ کتاب مرتب کی ہے اس لئے انہوں نے اس بات کو دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ترتیب سور میں مناسبات بہر دو صورت موجود ہوں گے۔ اگر یہ آپ ﷺ کی دی ہوئی ترتیب ہو پھر تو ظاہر ہے اور اگر یہ صحابہؓ

کا اجتہاد ہو تو انہوں نے بھی تعلیمات نبوی ﷺ اور حالات و واقعاتِ نزول کو سامنے رکھتے ہوئے اس ترتیب موجودہ میں مناسبات کا خیال رکھا ہوگا۔

تاہم اس پر دو طرح سے اشکال وارد ہو سکتا ہے ایک یہ کہ عثمانؓ نے خود صراحت کی ہے کہ میں اپنی طرف سے قرآن کریم میں کوئی چیز اپنی جگہ سے تبدیل نہیں کر سکتا[43] اور دوسرا یہ کہ اگر اجتہاد کی صورت میں مناسبات کے خیال کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ ایک اجتہادی معاملہ ہو گیا اور اس میں اختلاف آنے کا قوی امکان ہے پھر تمام صحابہؓ کا ایک ہی رائے پر اجتہاداً متفق ہونا محل نظر ہے۔

امام سیوطیؒ سوائے سورۃ انفال اور التوبۃ کے باقی قرآن کے ترتیب کے توقیفی ہونے کے قائل ہیں۔ اور مذکورہ دونوں سورتوں کی ترتیب کو عثمانؓ کا اجتہاد قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس رائے پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ ابو بکرؓ نے قرآن کریم کو جو مختلف اشیاء پر لکھا ہوا موجود تھا ایک جگہ جمع کیا تو انہوں نے ان دونوں سورتوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کیونکہ جب ان دونوں کی ترتیب معلوم نہ تھی تو یہ مسئلہ تو انہیں بھی پیش آنا تھا۔ اسی طرح باقی صحابہؓ کی بھی اس بارے میں اپنی رائے ہوتی۔ اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ جن صحابہؓ نے اپنے طرز پر قرآن کریم کے نسخے جمع کئے تھے ان میں صرف ان دو سورتوں کی نہیں بلکہ کئی سورتوں کا اختلاف تھا۔ اس بناء پر سب سے زیادہ راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ترتیب سور بغیر کسی استثناء کے توقیفی ہے اور صحابہؓ کے اجتہاد کو اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اور توفیقی ماننے والوں کے دلائل اس درجہ کی نہیں جس سے ایک مسلم ترتیب پر اشکال کیا جا سکے۔

خلاصہ بحث

سورتوں کی ترتیب کے توقیفی اور توفیقی ہونے میں علماء کا اختلاف موجود ہے۔ سورتوں کے ترتیب کو اجتہادی قرار دینے میں حفاظت قرآن کے مسئلہ پر شبہات کا دروازہ کھلنے کا خطرہ ہے۔ امام ابن زبیرؒ اور امام سیوطیؒ دونوں نے اس مسئلہ میں مختلف انداز اپنائے ہیں تاہم دونوں کا رجحان اس طرف ہے کہ ترتیبِ سور کے توفیقی ہونے کے دلائل مکمل رد نہ کئے جائے اور سوائے چند سورتوں کے باقی ترتیب کا توقیفی ہونا ثابت کیا جائے۔ علوم الحدیث کی روشنی میں ترتیب سور کو توفیقی تسلیم کرنے والوں کے دلائل کمزور ہیں۔ جب کہ توقیفی قرار دینے والوں کے دلائل مضبوط، راجح اور ہر قسم کے اشکالات سے محفوظ ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 امام رازی، ابو عبداللہ محمد بن عمر بن حسن، مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)(بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1420ھ) سورہ النساء 4: 58

2 ابن زبیر، ابو جعفر احمد بن ابراہیم، البرہان فی تناسب سور القرآن (بیروت: دار ابن الجوزی (س۔ن) ص: 77

3 ابن الخطیب، لسان الدین محمد بن عبداللہ بن سعید، الاحاطۃ فی اخبار غرناطہ (بیروت: ، دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ/2005ء) 1: 72--- کحالہ، عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبدالغنی، معجم المؤلفین (بیروت: ، مکتبۃ المثنی (س-ن)1: 138

4 ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد ، الدرر الکامنہ (ہندوستان: دائرۃ المعارف العثمانیۃ ، حیدر آباد ، 1392ھ /1972ء) 1: 96

5 سیوطی، ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر (دمشق: بغیۃ الوعاۃ، مکتبۃ مشکاۃ الاسلامیۃ (س۔ن)1: 222

6 ابن فرحون، ابراہیم بن علی بن محمد، الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب (قاہرہ: دار التراث (س۔ن)1: 60

7 معجم المؤلفین 5: 249

8 الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب 1: 189

9 البغدادی، اسماعیل بن محمد، ہدیۃ العارفین (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1419ھ/1998ء)1: 435

10 السخاوی، ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر، الضوء اللامع لاہل القرن التاسع (بیروت: دار مکتبۃ الحیاۃ (س۔ن)4: 68-

11 ابوالفلاح عبدالحہ بن احمد بن محمد، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب (بیروت: ، دار ابن کثیر، 1406ھ/1986ء)8: 250

12 الشوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع (بیروت: ، دار الفکر، 1415ھ/1994ء)1: 328

13 سیوطی، حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ (مصر: داراحیاء الکتب العربیہ، 1387ھ/1967ء)2: 229

14 الضوء اللامع 4: 70

15 سیوطی، ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر، اسرار ترتیب القرآن، دار الاعتصام، قاہرہ، س۔ن، ج 1، ص، 68

16 سورۃ الحجر 15: 9

17 عثمانی، مولانا مفتی محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن (کراچی: دار الاشاعت، 2010ء) سورۃ الحجر 15: 9

18 سورۃ ھود 11: 1

19 سورۃ النساء 4: 82

20 سورۃ القیامۃ 75: 17

21 امام بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، صحیح البخاری (بیروت: دار ابن کثیر، 1408ھ/1987ء) حدیث (4997)

22 صحیح البخاری، حدیث (4998)

23 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، تفسیر ابن کثیر (بیروت: دار المعرفۃ، 1413ھ/1992ء) سورۃ الاسراء 16: 106

24 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد (بیروت: دار الفکر، 1409ھ/1998ء) حدیث (1394)

25 صحیح بخاری، حدیث (6286)

26 سنن ابی داؤد، حدیث (786)

27 مزی، ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف، تہذیب الکمال (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 1400ھ/1979ء) 32: 270

28 الزرقانی، محمد عبد العظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن (بیروت: دار الفکر، 1417ھ/1996ء) 1: 62

29 صحیح بخاری، حدیث (4530)

30 مناہل العرفان 1: 62

31 الاتقان 1: 72

32 خازن، علی بن محمد بن ابراہیم، لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن) (بیروت: دار الفکر، 1399ھ/1978ء) 1: 10

33 سیوطی، ابو الفضل، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، تدریب الراوی (مدینہ منورہ: مکتبۃ الریاض (س۔ن) 1: 276

34 خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، الکفایہ فی علم الروایہ (بیروت: دار الکتاب العربی، 1406ھ/1985ء) 1: 481

35 ابن زبیر، احمد بن ابراہیم، البرہان فی تناسب سور القرآن (قاہرہ: دار ابن الجوزی (س۔ن) ص: 79

36 امام مسلم، ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم (بیروت: دار احیاء التراث (س۔ن) حدیث (772)

37 البرہان فی تناسب سور القرآن 1: 83

38 اسرار ترتیب القرآن 1: 43

39 الشیبانی، ابو عبد اللہ احمد بن حنبل، المسند (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 1420ھ/ 1999ء) حدیث (16981)

40 اسرار ترتیب القرآن 1: 44

41 نفس مصدر 1: 47

42 اسرار ترتیب القرآن 1: 48

43 صحیح بخاری، حدیث (4530)